مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی فقہی تالیفات کا منہج
ایک تجزیاتی مطالعہ

عبدالجبار☆

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کا خاندان شمالی سندھ کے قدیم شہر سیوھن میں آباد تھا۔ مگر اُن کے والد گرامی نقل مکانی کر کے جنوبی سندھ کے شہر بٹھورو (ٹھٹھہ) میں چلے آئے۔ اور یہی مخدوم صاحب کی جائے پیدائش ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت یکم ربیع الاول ۱۱۰۴ھ بمطابق ۱۹ نومبر ۱۶۹۲ء ہے اور سلسلہ نسب یوں ہے۔

محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمن بن عبداللطیف بن عبدالرحمن بن خیر الدین السندی، البتورائی ، ثم البھرامپوری ثم التتوی ۱

مخدوم محمد ہاشم نے ابتدائی تعلیم فارسی، صرف، نحو اپنے والد گرامی سے حاصل کی اس کے بعد ٹھٹہ میں مخدوم محمد سعید سے چند درسی کتب پڑھیں۔ اور تکمیل مخدوم ضیاءالدین ٹھٹوی کے ہاں کی۔

آپ نے ۱۱۳۵ھ میں زیارت حرمین کے لئے حجاز مقدس کا سفر کیا اور دو سال قیام فرمایا اور مندرجہ ذیل اساطینِ علم و فضل سے استفادہ کیا۔

۱۔ شیخ عبدالقادر بن ابی بکر مفتی مکہ متوفی ۱۱۳۸ھ

۲۔ شیخ عبد بن علی المصری متوفی ۱۱۴۰ھ

۳۔ شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم المدنی متوفی ۱۱۴۵ھ

آپ نے سلسلہ قادریہ میں سید سعد اللہ قادری سے بیعت کی اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ ۲

آپ نے ابتدائی طور پر بہرام پور میں تعلیم و تدریس کا آغاز کیا مگر تسکین نہ ہوئی۔ بالآخر ٹھٹھہ میں عظیم درس گاہ کی بنیاد رکھی۔ اور بلا معاوضہ خدمتِ طالبان علوم نبوت میں مشغول رہے، اور سینکڑوں تشنگانِ علوم اسلامیہ کو سیراب کیا۔ قرآن مجید کا سب سے پہلا سندھی ترجمہ آپ کے قلم سے ہے اور اس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا ذوق حرزِ جان رہا۔ اور عظیم علمی ذخیرہ ورثہ میں چھوڑا، جس کی تعداد "مظہر الانوار" کے محقق نے ۸۰ ذکر کی۔ بعض محققین نے ان کی تصانیف کو 300 کے قریب ذکر کیا ہے۔

☆ گورنمنٹ ہائی سکول 107 ر/ب، جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

ان میں بہت سی زیورِ طبع سے آراستہ ہو گئی ہے۔ مگر ایک بڑا ذخیرہ فی الحال طباعت و اشاعت سے محروم ہے اور ایک معتدبہ تعداد حوادثِ زمانہ کی نظر ہو چکی ہے۔ جبکہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کے جدید سوانح نگار اور محقق ڈاکٹر عبدالرسول کے مطابق آپ نے تقریباً ۲۰۰ کتب تالیف کیں جو مختلف انواع کی ہیں:

i. شائع شدہ تصنیفات

ii. عربی مجموعہ تالیفات

iii. سندھی مجموعہ تالیفات

iv. سندھی میں مترجم مجموعہ

v. حوادث زمانہ کی نظر مجموعہ[۳۱]

ان میں سے ہر نوع کی توضیح حسب ذیل ہے:

عربی تصنیفات کی کل تعداد ۴۴ ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1. اتحاف الأكابر بمرويات الشيخ عبدالقادر
2. بذل القوة فى حوادث سنى النبوة
3. جنة النعيم فى فضائل القرآن الكريم
4. تنقيح الكلام في النهي عن قرأة الفاتحة خلف الإمام
5. فرائض الإيمان،فرائض الاسلام
6. مظهر الأنوار
7. بياض هاشمي
8. فاكهة البستان
9. شد النطاق فيما يلحق من الطلاق
10. السيف الجلي على ساب النبي
11. رد رسالة قرة العين في البكاء على الحسين

فارسی تالیفات کی کل تعداد ۱۷ ہیں جن میں بعض یہ ہیں:

1. جمع اليواقيت في تحقيق المواقيت

2. تحفة السالكين الى جناب الامين
3. تحفة المسلمين في تقدير مهور امهات المؤمنين
4. اصلاح مقدمة الصلواة فارسي
5. نتيجة الفكر في تحقيق صدقة الفطر
6. حديقة الصفاء في اسماء المصطفى
7. وسيلة الفقير في شرح اسماء الرسول البشير
8. فضائل نماز و دعا عاشوره
9. حاشيه شيخ الاسلام برسراجي

سندھی تالیفات کی کل تعداد ۱۰ ہیں جن میں بعض یہ ہیں:

1)تحفة التائبين (2)عقائد الاسلام (3)قوت العاشقين

(4)قصيده يا سالكا (5)زاد الفقير

سندھی مترجم کتب یہ ہیں:

(1)مدح نامه سند (2) النفحات الباهرة في جواز القول بالخمسة الطاهرة

(3)الباقيات الصالحات في ذكر الازواج الطاهرات

حوادث زمانہ کی نظر ہونے والی کتب تقریباً ۸۲ ہیں جن میں چند کے نام یہ ہیں:

1. اجادة النجده
2. اساس المصلى، عربي
3. اصح الاسانيد، عربي
4. بسط البرده لناظم البرده، عربي
5. تتمه حاشية الخيالي، عربي
6. تحرير كبير في الرد على من اعترض على الحافظ ابن تيمية فيما تكلم به من التعليق الشرط، عربي
7. تحفة العلماء في قول الصلواة خير من النوم في اذان الفجر حال القضاء، عربي

8. تحفة الغازي بجمع المغازي
9. تحفة القارى باطراف صحيح البخارى
10. التحفة الهاشمية في شرح القصيدة القاسمية المعروف بالحريري، عربي
11. تحقيق الكلام في الرد على من نفى صحة اسلام المخطي بكلمة الاسلام، عربي
12. تفسير هاشمي، عربي
13. تفسير سورة الملك و النون، عربي
14. تفسير سورة الكهف، عربي
15. تفسير پاره تبارک الذي، سندي
16. تهذيب الاصلاح في تنوير المصباح
17. تهذيب الكلام
18. ثلاثيات الاثار محمد بن حسن، عربي
19. ثلاثيات صحيح البخاري، عربي
20. ثلاثيات المعجم الصغير للطبراني، عربي
21. ثنائيات مؤطا امام مالك، عربي
22. حاشية تفسير هاشمي، عربي
23. حاشية الدر المختار، عربي
24. حاشية حسب المفتين، عربي
25. حاشية هدايه، عربي
26. الحجة الجلي
27. حمل الصلاح على معاند الاصلاح
28. خلاصة البيان في عدد اي القرآن، عربي
29. دستور الفرائض، عربي
30. دوازده مسائل مخدوم تتوي، فارسي

31. رساله تير اندازي منظوم، فارسي

32. رساله السراجيه منظوم، سندي

33. رسالة في المنع عن المآتم في يوم عاشوراء، عربي

34. رسالة في تعداد وجوه القرأة الجارية في لفظ الان، عربي

35. رساله في ذكر افضل كيفيات الصلواة على النبي، سندي

36. رساله في موعظة ما يتعلق باحوال القبر و مابعده، سندي

اس کے علاوہ عوام الناس کے لئے بعد نماز عصر ہاشمی مسجد میں درسِ حدیث ہوتا تھا اور مسجد خسرو(دابگراں) میں خطبۂ جمعہ کا اہتمام رہا۔[۴]

یہ علم و فضل میں ممتاز شخصیت ستر سال کی عمر میں ہزاروں سوگواروں کے ساتھ اپنے دو بیٹوں عبدالرحمن اور عبداللطیف کو چھوڑ کر ۶ رجب ۱۱۷۴ھ بمطابق ۹ فروری ۱۷۶۱ء کو خالق حقیقی سے جاملی۔

"دونوں بیٹے نامور عالم اور مفتیٔ وقت ہوئے مگر بعد میں نسبی سلسلہ منقطع ہوگیا۔"[۵]

علم فقہ کا شمار اساسی علوم اسلامیہ میں ہوتا ہے۔ علماء نے علوم عالیہ اور علوم آلیہ کی تقسیم میں فقہ کو علوم عالیہ میں شمار کیا گویا کہ دیگر تمام علوم وفنون علوم عالیہ میں رسوخ وپختگی حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ علوم فقہ حقیقتاً قرآن وحدیث کا مغز و نچوڑ ہے اور اس بات کی توضیح ہے کہ اللہ تعالٰی مکلف بندہ سے ہر حال میں کیا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہر زمانے میں جس طرح دیگر علوم وفنون علماء امت کی تحقیق وتدقیق کا مرکز رہے ہیں۔ ایسے ہی علم فقہ بھی حرز جان رہا ہے۔ انہیں تحقیقات کی نسبت سے مذاہب اربعہ وجود پذیر ہوئے۔ اور امت کا ایک عظیم طبقہ ان میں ہر ایک کا پیرو نظر آتا ہے۔ چنانچہ ہر زمانے میں ایک بیش قیمت ذخیرہ چھوڑا ہے ان میں ایک بیش قیمت مجموعہ مخدوم ٹھٹھوی کا ہے۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نے جیسے علوم وفنون میں ایک بیش قیمت و وسیع ذخیرۂ تحقیق وتدوین کی رہبری اور رہنمائی کے لئے چھوڑا ایسے ہی علم فقہ وفتاوٰی میں بھی ایک قابل قدر اور گراں مایہ مجموعہ کتب ورسائل وراثت علماء کے طور پر بعد میں آنے والوں کے حوالہ کیا ہے جن سے ایک طویل زمانہ تک تحقیق علم میں استفادہ کیا جاتا رہا ہے۔ اور آئندہ نسلیں قیامت تک مستفید ہوتی رہیں گی۔

علامہ ٹھٹوی کی کتب فقہ میں منہج واسلوب دیگر فقہاء سے قدرے منفرد بھی ہے اور بہت سے امور میں یگانگت کا حامل بھی ہے۔ ہم مندرجہ ذیل پہلوؤں سے اسکا جائزہ لیتے ہیں۔

خطبہ کی صنف واحد پر عدم انحصار:

علامہ ٹھٹھوی عموماً اپنی کتب میں خطبہ سے آغاز کرتے ہیں جیسا کہ اس کی امثلہ ہر کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ مگر اس میں عام مؤلفین کی روش سے ہٹ کر الفاظ مخصوصہ پر انحصار سے ہٹ کر ہر تالیف میں ذوق طبع کے اعتبار سے مختلف انواع واقسام ذکر کرتے ہیں۔

چنانچہ فرائض اسلام مترجم میں لکھتے ہیں۔

''تمام تعریفوں کا مستحق اللہ ہی ہے جو یکتا و یگانہ ہے۔'' ۶

مظہر الانوار میں خطبہ کے ابتدائی الفاظ درج ذیل ہیں۔

''الحمدلحقیقۃ وحریہ اکثرمن ان یحصیٰ۔'' ۷

اور درھم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ میں لکھتے ہیں۔

''الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمدوآلہ وصحبہ اجمعین۔'' ۸

وجہ تالیف:

علامہ ٹھٹھوی کی ایک عام عادت ہے۔ کہ اپنی کتاب کی تالیف کا سبب ووجہ بھی ابتداء کتاب میں ذکر کرتے ہیں۔اس کی مثال بھی مندرجہ بالا کتب کے خطبہ کے بعد ہے۔

''فقدسمعت ان اخا فی اللہ تعالیٰ صالحاً فی الاعمال من اھل المذھب الحنفی رحمھم اللہ تعالیٰ مع کونہ قدوۃ الحنفیۃ یضع الیدین فی الصلوٰۃ حالۃ القیام علی الصدر'' ۹

''میں نے اپنے ایک حنفی بھائی کے بارے میں سنا کہ حنفی ہونے کے باوجود آغاز میں دوران قیام سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں۔''

پھر اس کے بعد مکمل اسباب و وجوہات ذکر کیں جو اس کتاب کی تالیف کا سبب بنیں۔

ایسے ہی'' فرائض اسلام مترجم''کی ابتداء میں وجہ تالیف کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

"گو مجھ سے پہلے بھی بعض احباب نے ان (فرائض اسلام) کو جمع کیا۔ مگر ان کے شمار کرنے میں کھلم کھلا سہو ہو گیا۔"

ان الفاظ میں بھی علامہ ٹھٹھوی اس کتاب کی تالیف کا سبب ذکر فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ علامہ ٹھٹھوی عموماً کتب فقہ کی ابتداء میں سبب تالیف کو ذکر فرماتے ہیں۔

تاریخ آغاز:

ابتداء میں علامہ ٹھٹوی کی ایک عادت یہ ہے کہ کتاب کی تالیف کی تاریخ بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرائض اسلام کی ابتداء میں ذکر کرتے ہیں۔

"۸ رجب المرجب ۱۱۷۱ء کو شروع کیا" ۱۰

ایسے ہی حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب کی ابتداء میں لکھتے ہیں۔

"شروع کردہ شددروے صباح روزوچہارشنبہ تاریخ ہشتم شہرمبارک رجب درسنه الف ومائة وخمس وثلاثین زهجرت"

"اس کتاب کا آغاز کیا بوقت صبح بدھ کے دن ۸ رجب ۱۱۳۵ ھ کو" ۱۱

اس سے ایک اتفاقی بات معلوم ہوئی۔ مندرجہ بالا دونوں کتب کا آغاز ۸ رجب کو ہوا۔

اور دوسری یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ ٹھٹوی تاریخ تالیف میں احیاناً اختصار فرماتے ہیں جیسا کہ مثال اوّل سے واضح ہے۔ اور کبھی مفصلاً ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ حیاۃ القلوب کے حوالہ سے واضح ہوتا ہے۔

نام ونسب کا تذکرہ:

علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب میں ایک نمایاں وصف یہ پایا جاتا ہے کہ ابتداء میں اپنے نام ونسب کو بھی بیان کرتے ہیں۔

جیسا کہ حیاۃ القلوب میں لکھتے ہیں۔

محمدہاشم بن عبدالغفورسندھی غفرالله ذنوبهماوسرعیوبهما

"محمد ہاشم بن عبدالغفور سندھی اللہ تعالیٰ ان دونوں کے گناہوں کو معاف فرمائیں اور عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں۔"

اور فرائض اسلام کی ابتداء میں نام ونسب کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"اپنے رب بے نیاز کی رحمت کا امیدوار بندہ محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمن سندھی ٹھٹوی" ۱۲

اس نسبت سے یہ بات عیاں ہے کہ علامہ ٹھٹوی بعض اوقات نام ونسب کے اظہار میں اختصار فرماتے ہیں جیسا کہ حوالہ بالا سے معلوم ہوتا ہے اور بعض مرتبہ قدرے تفصیل ذکر کرتے ہیں۔اس کی مثال دوسری کتاب سے حوالہ سے واضح ہوتی ہے۔

طرز تحقیق کی تصریح:

علامہ ٹھٹھوی کی ایک خوبی یہ ہے کہ مقدمہ میں تالیف مذکورہ میں اپنی تحقیق کا طرز اور انداز بیان کرتے ہیں۔

اس کی مثال درهم الصرة فی وضع الیدین تحت السرة کے مقدمہ میں ہے۔

فشرعت فیهاواردت ان افصل فیهامذاهب الائمة الاربعة اولاواذکرفیهاان المعتمدمن مذهب الشافعی الوضع تحت الصدرلافوق الصدرکماظنه الاخ الصالح سلمه الله تعالیٰ ۱۳

"پس میں نے اس کا آغاز کیا اور اس بات کا ارادہ کیا کہ میں اس میں آئمہ اربعہ کے مذاھب کو اولاً بالتفصیل بیان کروں۔اور اس کو بیان کروں کہ امام شافعی کا مذہب وضع الیدین تحت الصدر ہے اور فوق الصدر نہیں ہے۔"

ایسے ہی علامہ ٹھٹھوی فرائض اسلام میں اپنے طرز تحقیق کی نسبت سے لکھتے ہیں۔

"میں نے اس رسالہ میں وہ فرائض اسلام جو محض عبادات سے متعلق ہیں اور چند معاملات میں سے ہیں جو عبادات ہی کی طرف منسوب ہیں بڑے اہتمام سے بیان کئے۔" ۱۴

معلوم ہوا کہ علامہ ٹھٹھوی ابتداء میں اپنے طرز تحقیق کی وضاحت کرتے ہیں۔مزید یہ پہلو بھی سامنے آتا ہے کہ علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب تحقیق میں جیسا کہ تبیین و تفہیم کا عنصر نمایاں ہے ایسے ہی تحقیق و نکتہ رسی کا بھی خاص لحاظ کیا جاتا ہے۔

مشمولات کی ترتیب:

علامہ ٹھٹوی کا ایک خاصہ یہ ہے کہ ابتداء میں اپنی تالیف کے مشمولات کی ترتیب بیان کرتے ہیں۔ جیسا فرائض اسلام کی ابتداء میں ہے۔

"یہ رسالہ ایک مقدمہ، دو کتاب، ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔" ۱۵؎

ایسے ہی اپنی کتاب حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب میں لکھتے ہیں۔

"بناء کردہ شد اور ابر سہ مقدمہ و بر چہاردہ باب" ۱۶؎

اس میں علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب کی خوبی اجمال قبل التفصیل کے ساتھ قاری کو ممکنہ مواد سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

تسمیہ تالیف:

علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب میں ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ مقدمہ وابتداء کتاب میں اپنی تالیف کا نام بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس کی امثلہ ہر تالیف میں پائی جاتی ہیں۔

حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب میں تسمیہ تالیف کی نسبت سے لکھتے ہیں۔

وتسميه نموده شد او را بحيات القلوب في زيارة المحبوب ۱۷؎

"اس کتاب کا نام حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب رکھا گیا ہے"

اور ایسے ہی مظہر الانوار کی ابتداء میں لکھتے ہیں۔

سميته مظهرالانواروجعلته تحفةً لاخوان الكرام ۱۸؎

"اور میں نے اس کتاب کا نام مظہر الانوار رکھا ہے۔"

ایسے ہی درهم الصرة فی وضع اليدين تحت الصرة کے آغاز میں نام کی نسبت سے تحریر فرماتے ہیں۔

"وسميت الرسالة درهم الصرة فی وضع اليدين تحت السرة" ۱۹؎

ان مذکورہ بالا حوالہ کتب میں علامہ ٹھٹوی عموماً ابتدائے کتاب میں اپنی کتاب وتصنیف کا نام ذکر فرماتے ہیں جس کی وضاحت امثلہ مذکورہ سے ہوتی ہے۔

استدلال بالقرآن

علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب میں ایک نمایاں خوبی استدلال بالقرآن ہے۔ چنانچہ احکام فقہیہ کی توضیح و تحقیق میں اپنی تالیفات میں جابجاآیات قرآنی سے استدلال کرتے ہیں۔
چنانچہ اپنی کتاب مظہرالانوار میں صوم کے لغوی معنی کی تحقیق میں قرآن کریم کی آیت کویوں بطور مستدل لائے ہیں۔

فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا ای امساکاعن الکلام ۲۰

"پس آپ (حضرت مریم علیہا السلام) کہہ دیجئے میں نے رحمن کے لئے بات کرنے سے رکے رہنے کی نذرمانی ہے۔"

ایسے ہی "حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب" میں حج سے گناہوں کی معافی میں صغائر وکبائر کی تحقیق میں قرآن کریم کے ان الفاظ کو بطور مستدل لائے۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۲۱

"بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹادیتی ہیں۔"

علامہ ٹھٹھوی حسب ضرورت وحسب موقع قرآن کریم کی آیات کو کتب فقہ میں بطور مستدل لائے ہیں۔حالانکہ عام فقہاء کے ہاں محض فقہی جزوی مسئلہ کو ذکر کیا جاتاہے۔ عموماًان کے مأخذ ومستدل سے بحث نہیں کی جاتی۔

احادیث سے استدلال

علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب کی ایک خوبی یہ ہے۔ کہ وہ جابجااحادیث سے استدلال کرتے ہیں۔
چنانچہ مظہرالانوار میں استقاء کی صورت میں فسادِ صوم کے حکم میں استدلال بالحدیث کرتے ہیں۔

واذااستقاء متعمدافان کان ملء الفم فسدصومه ۲۲

"اگرجان بوجھ کرتے کی ہے تومنہ بھر کرہوئی توروزہ ٹوٹ گیا۔"

اب دلیل کے طورپر حدیث لائے۔

لقوله صلی اللہ علیه وسلم من استقاء عمداً فعلیه القضاء ۲۳

"آپ ﷺ کے اس ارشاد کی بناء پر کہ جس نے جان بوجھ کر قے کی تو اس کے ذمہ قضا ہے۔"

اس کی دوسری مثال شعبان کے آخری دو دنوں میں روزہ رکھنے کی کراہت کے قول میں ہے۔ اور اس سے زائد کے بارے میں عدم کراہت کا حکم ہے۔ چنانچہ اولاً حکم بیان کرتے ہیں۔

انه کره صوم یوم اویومین من آخرشعبان ولایکره الثلاثه ومافوقها ۲۴؎

"شعبان کے آخری ایک، دو، دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اور تین یا تین سے زائد مکروہ نہیں ہے۔"

اب استدلال میں آپ ﷺ کا ارشاد پیش کیا۔

لقوله ﷺ لاتقدموا الشهربيوم ولابيومين الارجل كان يصوم صوماً فيصومه ۲۵؎

"آپ ﷺ کے اس ارشاد کی بناء پر کہ تم مہینے (رمضان) کا آغاز ایک، دو، دن پہلے نہ کرو۔ سوائے اس کے کہ ایک شخص روزہ پہلے سے رکھ رہا ہے تو وہ اس کا روزہ رکھے۔"

ان امثلہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ علامہ ٹھٹوی جابجا اپنی کتاب فقہ میں حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امور کی پیروی کرتے ہیں:

i. متن حدیث تو بالاختصار لاتے ہیں۔ محض الفاظ مستدلہ کے نقل کی پیروی کرتے ہیں۔ مکمل الفاظ متن ذکر نہیں کرتے الّا یہ کہ متن اس قدر مختصر ہو کہ اسے تمام مسئلہ مذکور سے متعلق ہو۔

ii. حدیث کی مکمل سند نہیں۔ محض صحابی راوی کے نام پر اکتفا کرتے ہیں اور بعض اوقات لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کر کے اس سے بھی احتراز کرتے ہیں۔

iii. ہر مسئلہ کے تحت میں حدیث مستدلہ کو ذکر کرنے کا التزام نہیں۔ احیاناً صورت بالا کی پیروی کرتے ہیں۔

بالاختصار تخریج حدیث

علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب میں ایک خوبی یہ پائی جاتی ہے کہ بعض اوقات بالاختصار تخریج حدیث کرتے ہیں۔ اس کی مثال مذکورہ بالا حدیث ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

لقوله ﷺ لاتقدموا الشهربيوم ولابيومين الارجل كان يصوم صوماًفيصومه" ۲۶؎

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ''متفق علیہ'' ۲۷؎

یوں علامہ ٹھٹھوی بعض اوقات استدلال بالحدیث میں اختصاراً تخریج وحوالہ بھی نقل کرتے ہیں۔

اسماء رواۃ کا ذکر

علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب میں ایک خوبی یہ ہے کہ بعض اوقات وہ حدیث کو ذکر کرتے ہوئے راوی کا نام بھی ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حدیث کو مستدل بناتے ہوئے ایک مقام پر یوں عبارت لاتے ہیں۔

"عن ابی هريره کان قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لاتقدموا الشهربيوم و لابيومين الاان يوافق صوماًکان يصومه احدکم" ۲۸؎

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مہینے (رمضان) سے ایک، دو، دن پہلے روزہ نہ رکھو۔ مگر یہ کہ کسی روزہ دار کو ان دنوں کی موافقت ہو جائے، یعنی یہ دن اس کی ترتیب صیام میں آجائیں۔

اس حدیث بالا کے کثرت فی العلم میں لانے میں علامہ ٹھٹھوی پہلے سے منفرد اسلوب کے حامل ہیں۔ یعنی راوی کے نام کے ساتھ بطور مستدل لائے۔ معلوم ہوا کہ علامہ ٹھٹھوی بعض اوقات استدلال بالحدیث کرتے ہوئے اسے راوی کے نام کے ساتھ بھی لائے ہیں۔

استدلال بالکتب الفقہ

جیسے استدلال بالحدیث میں علامہ ٹھٹھوی کے ہاں مختلف مناہج پائے جاتے ہیں۔ ایسے ہی کتب فقہ سے استدلال کرتے ہوئے انہوں نے مختلف طرز و انداز اپنائے ہیں۔

علامہ ٹھٹھوی کی عادت ہے کہ مسائل فقہیہ کو بیان کرتے ہوئے کبھی تو صورت مسئلہ و حکم کو بیان کرنے کے بعد پھر آخر میں فقہی ماخذ کا حوالہ ذکر کرتے ہیں اس کی مثال مندرجہ ذیل صورت مسئلہ اور اس کا حکم ہے۔

"ولاعبرة لاختلاف المطالع يعنی اذاارای الهلال اهل بلدولم يره اخرويجب ان يصوموه برؤية اولئک اذاثبت عندهم بطريق موجب سواء کان بينهما تفاوت بحيث يختلف المطالع اولاکذافی البحرالرائق"۔ ۲۹؎

”اوراختلاف مطالع کااعتبار نہیں ہے۔یعنی اگرایک شہر والے چاند دیکھ لیں۔اوردوسرے شہر والے اس کو نہ دیکھیں توان کے ذمہ واجب ہے کہ اپنے چاند دیکھنے کی بناء پر روزہ رکھیں۔جب کہ ان کے وجوب کوثابت کرنے والا کوئی سبب قائم ہو جائے۔چاہے ان کے درمیان اتنافرق ہو کہ مطلع بدل جاتاہو یااتنافرق نہ ہو۔“

اس عبارت بالاوحوالہ سے معلوم ہوتاہے کہ علامہ ٹھٹھوی بعض اوقات بالتفصیل عبارت کولانے کے بعداس کافقہی ماخذذکرکرتے ہیں۔

اوراحیاناًعلامہ ٹھٹوی کی عادت ہے کہ اوّلاً فقہی ماخذ کوذکر فرمادیتے ہیں۔اوراس کے بعداس میں مذکورہ عبارت لاتے ہیں۔جیساکہ درج ذیل مثال سے ظاہر ہوتاہے۔

وقال العلامة رضى الدين السرخى فى محيطه ماحاصله ان لفظ التسريح والفراق كناية ۳۰؎

مذکورہ بالا نکات سے کتب فقہ میں علامہ ٹھٹھوی کااسلوب وانداز کیاہے یہ معلوم ہوتاہے کہ اُن کے فقہی منہج میں وہ تمام اوصاف پائے جاتے ہیں۔جوایک عمدہ تالیف کاحصہ ہیں۔نتیجتاًہم کہہ سکتے ہیں کہ علامہ ٹھٹوی نے جن نکات کادوران تالیف و تحقیق التزام کیاہے۔ان کی وجہ سے اُن کی تالیفات قدامت کے طرز استدلال کی دقت اور جدت کے اسلوب نگارش کامرقع و مجموعہ ہیں۔

سلاست زبان

علامہ ٹھٹھوی کے فقہی ادب کی ایک اہم خصوصیت سلاست زبان بھی ہے۔انہوں نےآسان زبان میں احکام شرعیہ کوبیان کرنے کاالتزام کیا۔

اس کی امثلہ ان کی ہرزبان عربی،فارسی اورسندھی کی تالیفات میں پائی جاتی ہیں۔مثال میں عربی عبارت ملاحظہ ہو۔

"ان من قال فى هذه الالفاظ رجعى فانه قال بموجب عرف دياره حيث لاتضاف هذه الالفاظ عرفهم الاالى النساء ولاتستعمل الافى رفع قيدالنكاح“۳۱؎

''بے شک جو شخص ان الفاظ کے ذریعہ طلاق رجعی کا قائل ہے۔اس نے اپنے علاقے کے عرف کے مطابق کہا ہے۔اس وجہ سے کہ ان کے عرف میں یہ الفاظ عورتوں کی طرف منسوب ہوں گے۔اور صرف نکاح کے بندھن کو ختم کرنے کے لئے ہوں گے۔''

مندرجہ بالا عبارت علامہ ٹھٹوی کی سلاست زبان کی ایک واضح علامت ہے ان کا خاصہ ہے کہ وہ آسان الفاظ میں حکم فقہ کی توضیح وتشریح کرتے ہیں۔

علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب میں سلاست کا پہلو درج ذیل عبارت سے بالکل عیاں ہے۔

''من مات وعليه صلوٰت فاوصیٰ بمال معين لكفارة صلواته لزم ويعطى لكل صلوٰة كالفطرة ووتره كذالک'' ۳۲؎

''جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے کئی نمازیں اور وہ اپنی نمازوں کے کفارے کے لئے مقررہ مال کی وصیت کر جائے، تو یہ لازم ہو جائے گا۔ ورہر نماز کی طرف سے صدقہ فطر کی مثل دیا جائے گا۔اور وتر کا بھی یہی حکم ہے''

مندرجہ بالا عبارت سے علامہ ٹھٹھوی آسان پیرائے میں تفہیم مسئلہ کرتے ہیں۔

تطویل سے احتراز

علامہ ٹھٹھوی کے فقہی ادب کا ایک خاصہ یہ ہے کہ وہ بے جا تطویل سے احتراز کرتے ہیں اور وہ پیش نظر مقصود کی تکمیل کا لحاظ کرتے ہوئے توضیح وتشریح کے درپے ہوتے ہیں۔ جس سے مقصود کو سمجھا جا سکے۔ چنانچہ اس کا مشاہدہ جابجا ہوتا ہے۔

مثلاً''تمام العناية فی الفرق بين صريح الطلاق والكناية '' مخطوطہ محض دو صفحات پر مشتمل ہے۔

ایسے ہی''سور الاجينية ''کا مخطوطہ بھی محض چند صفحات کا مجموعہ ہے لیکن ایسا بھی نہیں کہ مفہوم ناتمام رہ جائے۔ چنانچہ ضرورت کے تحت طوالت بھی اختیار کرتے ہیں۔اسی لئے تحقيق المسلک فی ثبوت اسلام الذمی بقوله للمسلم ''انامثلک''میں تحقیق حکم میں ۹۴ صفحات پر مخطوطہ مشتمل ہے۔

لہٰذا کہا جا سکتا ہے۔کہ علامہ ٹھٹھوی تطویل بلاطائل سے کماحقہ احتراز کرتے ہیں۔

شائستگی وشستگی

علامہ ٹھٹھوی کے فقہی ادب کی ایک نمایاں خصوصیت کلام وزبان میں عمدگی وشائستگی بھی ہے۔ لہٰذاوہ فقہی ادب میں بھی یہاں مقصود بالذات تفہیم مسئلہ ہے۔ زبان وادب کے انشاء پردازی کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ اس کی امثلہ بھی ان کے فقہی ادب میں جابجا پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ احکام حج کے متعلق زبان فارسی کی معروف کتاب حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب میں لکھتے ہیں۔

"فصل پنجم دربیان کیفیت احرام زن وبیان مسائلے که مخالف ست دوآہنازن یامرددرتمام حج وعمره ازحال احرام ومابعدازآن" ۳۳

''پانچویں فصل عورت کے احرام کی کیفیت کے بارے میں ہے۔ اور ایسے مسائل کے بیان میں کہ جن میں حالت احرام میں تمام حج وعمرہ میں عورت یامرد کی مخالفت پائی جاتی ہے۔''

مندرجہ بالامثال سے علامہ ٹھٹھوی کے فقہی ادب میں پائی جانے والی شائستگی وعمدگی واضح ہوتی ہے۔

تبیین فضائل

علامہ ٹھٹھوی کے فقہی ادب میں ایک خصوصیت وامتیازی وصف ہے۔ کہ مسائل کے ساتھ فضائل کا بیان بھی ہے۔ چونکہ عام کتب فقہ میں عموماً فقہی مسائل زیر بحث ہوتے ہیں۔ یامزید استنباطی واستدلالی پہلوؤں کو واضح کر دیا جاتا ہے۔ مگر کتب فقہ میں علامہ ٹھٹھوی نے ایک تیسری صفت بھی متعارف کروائی ہے۔ وہ مسائل کے ساتھ فضائل کا بیان ہے۔

اس کی امثلہ بھی علامہ ٹھٹھوی کے فقہی ادب میں بیشتر مقامات پر پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ ''حياة القلوب فی زيارة المحبوب'' مقدمہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ۳۴

''مقدمه الرسالة واين مقدمه مبنی ست برسه فصل ،فصل اول دربيان ازفضائل حج وعمره''

''مقدمہ رسالہ ھذااور یہ مقدمہ تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے فصل اوّل حج اور عمرہ کے چند فضائل کے بارے میں ہے۔''

مذکورہ بالا مثال اس بات کی واضح دلیل ہے۔کہ علامہ ٹھٹوی نے مسائل کے ساتھ ساتھ کتب فقہ میں فضائل کو بھی بیان کیا ہے۔

تصریح ماخذ ومصادر

کتب فقہ میں عام اسلوب یہ ہے کہ مسائل کو بیان کیا جاتا ہے۔مگر یہ مسائل کن ماخذ ومصادر سے مستخرج ہیں۔اس کی تصریح نہیں کی جاتی۔مگر علامہ ٹھٹوی نے اس کے خلاف روش وطرز اپنے فقہی ادب میں متعارف کروائی کہ ہر مسئلہ معینہ کے ماخذ مصدر کی تصریح متعلقہ مسئلہ کے ساتھ کرتے ہیں۔اس میں تصریح میں کبھی تقدم اختیار کرتے ہیں اور کبھی تاخر اس طرز کا سب سے عمدہ نمونہ علامہ ٹھٹوی کے فقہی ادب میں مظہر الانوار ہے۔ذیل میں اس کی چند امثلہ بھی ذکر کی جاتی ہیں۔

حسن تفہیم

علامہ ٹھٹھوی کے اسلوب میں تفہیم عام کا پہلو غالب ہے کہ علامہ ٹھٹھوی ایک عام آدمی کے ذھن کو سامنے رکھتے ہوئے بات کرتے ہیں۔چنانچہ اگر علامہ ٹھٹھوی کی جملہ تالیفات فقہیہ کو دیکھا جائے۔تو عمومی طور پر بدرنگ نظر آجائے گا۔مگر بعض کتب میں یہ رنگ اس قدر نکھر جاتا ہے۔کہ اس کے غیر کی جانب ذھن بھی نہیں جاتا۔اس کی واضح مثال علامہ ٹھٹھوی کی تالیف حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب ہے جس میں علامہ ٹھٹھوی نے تفہیم عام کے پہلو کا خوب لحاظ کیا۔لطائف ودقائق کو ایک طرف کرتے ہوئے عام ذھن کو سمجھانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔جیسا کہ اس کی عبارت سے واضح ہے۔

> ”مسئله افضل اوقات عمره شهررمضان است زیرآنکه فرموده ست پیغمبرخدا ﷺ ”عمره فی رمضان لقول حجة وروایتی آمده که لقول حجة معنی رواة البخاری“
>
> ””عمرہ کا افضل وقت رمضان کا مہینہ ہے۔اس بناء پر کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا عمرہ کے برابر ہے۔اور ایک روایت میں آیا کہ معنی حج کے برابر ہے اسے امام بخاری نے روایت کیا“

مندرجہ بالاعبارت میں غوروفکر سے معلوم ہوتاہے کہ علامہ ٹھٹھوی نے چونکہ عام آدمی کواپنامخاطب بنایا۔ لہٰذا تفہیم عام کی غرض سے ”ورو ایتی لقول حجۃ معنی“ کے الفاظ لائے ہیں۔ورنہ خواص کوتواس کی ہر گزضرورت نہ تھی۔معلوم ہواکہ علامہ ٹھٹھوی کاعموماً مخاطب عام آدمی ہے۔

اصولِ توضیحات

علامہ ٹھٹھوی کے فقہی اسلوب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ اصول و قواعد فقہ کا موقع بموقع ذکر کرتے ہیں۔کہ جن سے متعلقہ مباحث کے مسائل ماخوذ ومستنبط ہوتے ہیں۔اس کی امثلہ بھی علامہ ٹھٹھوی کی کتب فقہ میں جابجاپائی جاتی ہیں۔چنانچہ مظہر الانوار میں علامہ ٹھٹھوی لکھتے ہیں۔

”اعلم ان المصرح به فى الهداية والكافى ان فسادالصوم يتعلق باحدالامرين اماان يوجدصورة صورة الفطراومعناه فاذالمرء يوجد شى منهمالم يصندالصوم واماوجوب الكفارة فيتعلق بهماحتى لوانتفى احدحمالم تجب الكفارة لماتى انهاتفتقرالى كمال الجناية [41]

”تو جان لے کہ ھدایہ اور کافی میں اسکی تصریح ہے کہ روزے کافاسد ہونا دوچیزوں کے ساتھ متعلق ہے۔یاتو صورتاً افطار پایاجائے یامعناًپایاجائے جب ان دونوں میں سے کوئی نہیں پایاجائے گا۔تواس کاروزہ فاسد نہیں ہوگا۔بہر حال کفارے کاوجوب توان دونوں کے ساتھ متعلق ہے۔حتی کہ اگران دونوں میں سے ایک منتفی ہو گیاتو کفارہ واجب نہ ہو گا۔جیساکہ واضح ہوگاکہ کفارہ اپنے وجوب میں کمال جنایت کامحتاج ہے۔“

اس عبارت میں ”انهاتفتقرالى كمال الجنايه “ایک ضابطہ واصول ہے جس کی تصریح دوران توضیح مسئلہ کی گئی ہے۔

علامہ ٹھٹھوی کے فقہی ادب میں تفہیم حسن کاپہلو بہت غالب ہے۔وہ اپنی ہر بات کو تحقیق کو عموماً ایسے رنگ میں پیش کرنے سے احتراز کرتے ہیں جس سے محقق وخواص طبقہ ہی استفادہ کر سکے۔بلکہ ان کی عام سعی ہوتی ہے۔کہ ہر ذہنی صلاحیت و سطح کا شخص اپنی استعداد کے موافق اس سے فائدہ اٹھاسکے۔

اسکی امثلہ ان کے فقہی ذخیرہ میں جابجا پائی جاتی ہیں۔اسی غرض تفہیم کے سبب وہ اپنی تالیفات میں مخاطب کو بار بار اعلم کے لفظ سے تفہیم مسئلہ کی جانب متوجہ کرتے ہیں۔

چنانچہ مظہر الانوار میں ایک مقام پر بیان کرتے ہیں۔۴۲

"ثم اعلم ان صحة صوم رمضان بينة من النهارعقيدة بان لايوجدمنه ماينافی الصوم بعدالفجرعامدااوناسيا"

"پھر تو جان لے کہ دن میں نیت سے رمضان کے روزے کا صحیح ہونا اس بات پر موقوف ہے۔کہ اس شخص سے فجر کے بعد جان بوجھ کر یا بھول ٹوٹی۔

مندرجہ بالا عبارت سے علامہ ٹھٹھوی کے حسن تفہیم کی کما حقہ وضاحت ہوتی ہے۔

علامہ ٹھٹھوی کے فقہی اسلوب کا تحقیقی جائزہ لینے سے مندرجہ ذیل توجیجات سامنے آتی ہیں۔

1. مقدمہ کا ایراد
2. مباحث مقدمہ میں تعارف،تالیف،اسمِ تالیف،تاریخ آغاز وغیرہ بھی مشترک پہلو ہیں۔
3. استدلال بالقرآن
4. استدلال بالاحادیث
5. سابقہ کتب فقہ سے اخذ واستنباط
6. فضیلت حکم کی توضیح
7. ترک حکم پر وعید کا ذکر
8. مباحث کی ترتیب
9. منفرد طرزِ تحقیق واستدلال
10. استدلال بالحدیث میں تخریجِ حدیث بالاختصار
11. دلیل موافق پر وارد اعتراضات کی تردید
12. تفہیم میں سلاست وسادگی
13. بعض مقامات پر استدلال جواب استدلال میں لطائف ودقائق کا ذکر

14. زبان واسلوب میں شستگی و شائستگی
15. علامہ ٹھٹھوی نے علوم وفنون کو جدّت فکر سے ہم آہنگ کیا۔ قدیم اسالیب و طرق کو بالائے طاق رکھتے ہیں تحقیق میں ایک جدید طرز متعارف کرائی۔ جواُن کی جدت فکر کا بین ثبوت ہیں۔
16. علامہ ٹھٹھوی مباحث میں اختصار کو زیادہ ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں۔
17. جابجا مسائل فقہ کے حدیث و ماخذ اصلیہ سے مربوط وہم آہنگ ہونے کا تصور دیتے ہیں۔ یعنی موقع بموقع ماخذ اصلیہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔
18. مباحث کو ذکر کرتے ہوئے باہم مربوط ومنسلک رکھتے ہیں۔
19. عموماً مسائل واختلافات عصریہ کے بارے میں تبیین و تحقیق پیش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی بہت سی تالیفات سندھی وفارسی زبان میں ہیں۔ کہ بوجوہ معاشرہ استفادہ کرسکے۔
20. ذاتی رائے، خیال، محض اپنی ذات کی جانب بہت کم منسوب کرتے ہیں اگر کہیں ذاتی رائے بھی پیش کرتے ہیں تو کسی کے قول کے ضمن میں پیش کرتے ہیں۔
21. سلاسلت وسادگی کا غلبہ ہے۔
22. استدلال وجواب استدلال میں دقیق مباحث بھی احیاناً دیکھنے میں آتی ہیں۔
23. خاتمہ میں اور بعض اوقات ہر باب کے آخر میں مسائل متدرکہ کو ذکر کرتے ہیں۔
24. خاتمہ میں تاریخ اختتام کتاب ذکر کرنے میں بھی علامہ ٹھٹوی منفرد ہیں۔
25. توضیح و تحقیق میں بعض اوقات لغت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔
26. لغوی معنی مفہوم کی توضیح کا خصوصی التزام کرتے ہیں۔
27. علامہ ٹھٹھوی کی جدتِ فکر میں اجتہاد کی بجائے تقلید تحقیقات گزشتہ کا رنگ غالب ہے۔
28. علامہ ٹھٹھوی نے فقہ حنفی کے مسلمات و مفتٰی بہ اقوال کی بڑی حد تک توثیق کی ہے۔
29. علامہ ٹھٹھوی کی تحقیقات فقہ میں عصری مسائل کی تجدیدِ فکر کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔
30. علامہ ٹھٹھوی کا اسلوب عصری تقاضوں وضروریات سے ہم آہنگ ہے۔ اور عصر حاضر کے تقاضوں کے تحت توضیحات کا دروازہ کھلنے کا سبب وذریعہ ہے۔

31. فقہی مسائل کو مصادر یہ اصلیہ سے ہم آہنگ کرنے کا عصری رجحات اور عمل بالحدیث کا دعویٰ کے ضمن میں پیش آمدہ مسائل کا حل علامہ ٹھٹوی کے اسلوب میں آسان ہے۔
32. فقہ وعلوم فقہ کے متعلق نام واعتراضات کے رفع میں علامہ ٹھٹھوی کا اسلوب پیروی کے قابل ہے اور مصادر اصلیہ اور مسائل فقہ کو ایک لڑی میں پرونے کا بہترین نمونہ ہیں۔
33. مندرجہ بالا جہت سے تحقیقی کاوشات عصری تقاضہ ہیں۔

نقد و تبصرہ

1. بعض مقامات پر طرز بیان میں دقت ہے جو عام قاری کے لئے باعث ملال ہے۔
2. بعض مضامین کی طوالت بھی افادہ عام سے مانع ہے۔
3. مسائل کو بالعنوان ذکر کرنے کی قدرے قلت ہے۔
4. اسلوب میں قدامت کا رنگ کا غلبہ عصر حاضر میں استفادہ سے مانع ہے۔
5. استدلال میں بھی دقائق کا غلبہ ہے۔
6. بعض مقامات پر اقوالِ مختلفہ کی کثرت بھی قول قوی کی تصریح میں مخل ہوتی ہے۔
7. بعض مقامات پر مصطلحات کی کثرت ہے۔ جو سلاستِ مضمون کو معدوم کرتی ہے۔

البتہ مجموعی اعتبار سے علامہ ٹھٹھوی کے فقہی ذخیرہ اوصاف و محاسن کی تغلیب ہے۔ جو عصرِ حاضر میں فقہ کے ارتقائی پہلو سے استفادہ کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ اور فقہ اسلامی کی معنویت کے رجحان کی نمائندگی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ قانع، علی شیر، **مقالات الشعرا** (فارس) مرتب: حسام الدین راشدی، سندھی ادبی بورڈ، حیدر آباد، سندھ، ۱۹۵۷ء، ص ۸۴۱

۲۔ ٹھٹھوی، محمد ہاشم، **بناء الاسلام**، مترجم: محمد اسماعیل، فقیر، اہتمام حاجی عبد الحسین، وفائی پرنٹنگ پریس، کراچی: ۱۹۷۵ء، ص ۳۴

۳۔ محمد ہاشم، **مظہر الانوار**، تحقیق و تعلیق: ابو عبید محمد جان نعیمی، مکتبہ مجددیہ نعیمیہ، کراچی: ۲۰۰۸ء، ص ۲۴ تا ۲۵

۴۔ قادری، عبد الرسول، ڈاکٹر، **مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سوانح حیات اور علمی خدمات**، ماہوار صراط الھدیٰ، کراچی: ص ۲۸۱

۵۔ قانع علی شیر، **تحفۃ الکرام**، مترجم: اختر رضوی، سندھی ادبی بورڈ، حیدر آباد، س ن، ص ۶۹۶

۶۔ ٹھٹھوی محمد ہاشم، **فرائض اسلام**، مترجم: محمد عبد العلیم ندوی، ہاشم اکیڈمی، حیدر آباد، س، ن، ص ۱

۷۔ ٹھٹھوی، محمد ہاشم، **مظہر الانوار**، ص ۴۶

۸۔ ٹھٹھوی محمد ہاشم، **درھم الصرہ فی وضع الیدین تحت السرہ**، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی: الطعبۃ الاولی ۱۴۱۴ھ ص ۱۷

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ٹھٹھوی، ہاشم، **حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب**، بمبئی: مطبع فتح الکریم، ۱۸۸۲، ج ۱ ص ۲

۱۲۔ ٹھٹھوی، محمد ہاشم، **فرائض اسلام**، ص ۱

۱۳۔ علامہ ٹھٹھوی، **درھم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ**، ص ۱۸، ۱۷

۱۴۔ علامہ ٹھٹھوی۔ **فرائض اسلام**، ص ۲

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ علامہ ٹھٹھوی، **حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب**، ص ۲

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ علامہ ٹھٹھوی۔ **مظہر الانوار**۔ ص ۴۶

۱۹۔ علامہ ٹھٹھوی، **درھم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ**، ص ۱۸

۲۰۔ علامہ ٹھٹھوی، **مظہر الانوار**، ص، ۹۶

۲۱۔ المریم: ۲۶

۲۲۔ علامہ ٹھٹھوی، **مظہر الانوار**، ص ۲۷۸

۲۳۔ ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث بن إسحاق، **السنن**، بیروت: المکتبۃ العصریۃ، کتاب الصوم، باب الصائم یستقی، رقم ۲۳۸۰

۲۴۔ علامہ ٹھٹھوی، **مظہر الانوار**، ص ۲۲۰، ۲۱۹

۲۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح**، دار طوق النجاۃ، ۱٤۲۲، کتاب الصوم، باب لایتقدم رمضان بصوم یوم و یومین، ج ، رقم ۱۴

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ علامہ ٹھٹھوی، **مظہر الانوار**، ص ۲۲۰

۲۸۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح**، کتاب الصوم، باب الصائم یستقی، رقم ۱۴

۲۹۔ علامہ ٹھٹھوی، **مظہر الانوار**، ص ۱۸۷

۳۰۔علامہ ٹھٹھوی، **تمام العناية فى الفرق بين صريح الطلاق والكناية**، کندیارو سندھ، المکتبہ القاسمیہ ۱۴۲۶ھ ص ۳۱

۳۱۔ایضاً، ص ۳۳

۳۲۔ٹھٹھوی ''محمد ھاشم''، **مظہر الانوار**، ص ۴۲۷

۳۳۔ٹھٹھوی 'محمد ھاشم' **حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب** 'ص ۴۷

۳۴۔ایضاً، ص ۲

۳۵۔علامہ ٹھٹھوی، **مظہر الانوار**، ص ۲۷۸

۳۶۔ابو داؤد، السنن، کتاب الصوم، رقم ۲۳۸۰

۳۷۔علامہ ٹھٹھوی، **مظہر الانوار**، ص ۲۲۰،۲۱۹

۳۸۔البخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح** ، كتاب الصوم ،باب الصائم يستقى ،رقم ۱۴

۳۹۔ایضاً

۴۰۔علامہ ٹھٹھوی، **مظہر الانوار**، ص ۲۲۰

۴۱۔ٹھٹھوی، محمد ھاشم، **مظہر الانوار**، ص ۲۲۵

۴۲۔ٹھٹھوی، محمد ھاشم، **مظہر الانوار**، ص ۴۵۴